امیر الامراء نواب نجیب الدولہ ثابت جنگ

اور

جنگ پانی پت

(مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی)

(۱۰)

(سلسلہ کے لئے دیکھئے برہان بابتہ ماہ فروری ۱۹۵۱ء)

شجاع الدولہ | شجاع الدولہ کا قبضہ شاہ عالم پر کامل تھا ان کو جگہ جگہ لئے پھرتے تھے کبھی نوابان بنگال سے منہ کی کھائی کبھی انگریزوں نے مات دی اودھ میں شاہ عالم مقیم تھے اور شجاع الدولہ کے ہاتھوں کھیل رہے تھے شجاع نے نجیب الدولہ کو یہ سمجھ کر کہ اس کا دماغ مجھ سے اونچا ہے گانٹھا ہے اور پگڑی بدل بھائی بن گئے اس کا ارادہ ہوا کہ احمد خاں بنگش کو ٹھکانہ لگایا جائے نجیب الدولہ کا یہ رقیب تھا ہی گو مصالحت ہو چکی تھی پھر بھی پٹھان کا کینہ مشہور ہے شجاع الدولہ نے اس سے فائدہ اٹھا کر اپنا لیا اور آمادہ کر لیا کہ فرخ آباد کو فتح کرنے میں شاہ عالم کی ہمرکابی میں نجیب الدولہ رہیں گے۔ چنانچہ شجاع الدولہ نے شاہ عالم کو لے کر معہ فوج کے فرخ آباد پر چڑھائی کر دی نجیب الدولہ دلی سے روانہ ہو کے خدا گنج تک پہنچ گئے۔

نواب احمد خاں نے حافظ الملک کو اپنی معاونت کے لئے دعوت دی وہ ان ایام میں پرگنہ مہر آباد میں مقیم تھے جلال آباد اور وہاں سے فتح گڈھ روانہ ہوگئے یہاں پہنچ کر بمشورہ نواب احمد خاں نجیب الدولہ کو خط لکھا یہ حافظ صاحب کو اپنی طرف مائل کر رہے تھے مگر وہ احمد خاں بنگش کے

لے

کے حامئی آخرش خود نجیب الدولہ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں اس کے خسر نواب دوندے خاں تھے ان دونوں صاحبوں نے ان کی غلطی سے متنبہ کیا یہ عذر خواہی کر کے صلح پر راضی ہو گئے اور عرض کیا حافظ صاحب بادشاہ سے شرفِ ملازمت حاصل کرلیں چنانچہ شاہ عالم کی خدمت میں حافظ الملک تشریف لائے ان کی پاس خاطر سے شجاع الدولہ نے فرخ آباد پر حملہ کرنے کا ارادہ فسخ کیا چند روز کے بعد شجاع الدولہ اور شاہ عالم اودھ کو اور نجیب الدولہ دہلی کو واپس گئے۔[۱]

مرہٹے اور جاٹ | پانی پت کی جنگ کے بعد مرہٹوں نے پھر ہاتھ پیر نکالے پہلے جاٹوں کو آلیا انھیں سورج مل جاٹ کی حرکت سے کہ اس نے پانی پت کی جنگ میں ان سے دغا کی اس پر مرہٹوں نے جاٹوں کی خوب گوشمالی کر کے جنگ پانی پت والے اپنے اصلی دشمنوں نواب نجیب الدولہ نواب احمد خاں بنگش اور حافظ الملک وغیرہ کی طرف رجوع ہونا چاہا۔

راجہ نول سنگھ سے ڈیگ کے میدان میں مرہٹے کامیاب ہو چکے تھے ۶۵ لاکھ لے دیکر سے لے کر جاٹوں کی جان چھوڑی تھی ہمت بلند تھی نجیب الدولہ نے دوربینی اور سیاست حاضرہ کا لحاظ رکھ کر دیساجی کشن اور تکوجی ہلکر کی وساطت سے مرہٹوں سے صلح کرلی بعض مورخین اس امر کو خود غرضی پر محمول کرتے ہیں "مرہٹے ان سے بنٹ کر فرخ آباد کی طرف بڑھے" اور ان پر اس کا ذمہ دار نجیب الدولہ کو ٹھہراتا ہے۔

"نجیب الدولہ از حزم بہرہ دانی داشت با خود سنجید کہ ایں بلا بالا بالا نخواہد رفت مبادا کہ آسیبے بشہر رسد با لسپر دبرادر نوجے کہ ہمراہ بود توکل کردہ پیش سرداراں آمد تا جان درتن داشت نگذاشت کہ دکھنیاں (مرہٹے) رو بسوئے شہر کنند و تلنگہ او از مرض مزمنے کہ داشت از میاں رفت"[۲]

راجہ سورج مل | راجہ سورج مل جاٹ معاصر راجوں میں ہوشیار اور بیدار مغز سمجھا جاتا تھا جنگ پانی پت

[۱] حیات حافظ رحمت خاں ص ۱۱۹ از مولوی سید الطاف علی بریلوی [۲] ذکر میر ص ۱۱۹

میں بہادر کو حکم دے کر معہ اپنی فوج کے بھرت پور واپس آگیا اوس نے چار قلعہ مستحکم تیار کئے تھے اور پیادہ ہزار سوار جرار آزمودہ کار قواعد داں اس نے آراستہ کئے تھے کہ مثل ان کے کسی ریاست میں نہ تھے۔ سورج مل کو بڑھانے والا اور ہمت دلانے والا صفدر جنگ مرحوم تھا میر تقی میر اکبرآبادی "ذکر میر" میں لکھتے ہیں۔

"سورج مل کہ زمیندار زور آوری است آباد اجداد او ہمیشہ مورد عنایات بادشاہان اولوالعزم ماندہ اند در حالتیکہ خبر بود راہداری مابین اکبرآباد و شاہجہاں آباد باد تعلق داشت دریں ایام از سستی رد سائے اسلام سرے کشیدہ متصرف اکثر محلات گردیدہ بسبب حرام توشکی قلعہ دار سیہ روزگار حصن حصین اکبرآباد گرفت شاہ عالم بتحریک شجاع الدولہ کہ حالا وزیر او ست بالشکر بے شمار حرکت کرد زبان زد خلق شد کہ برائے اخراج سورج مل می آید زمیندار مذکور بجہت محافظت شہر و حصار مسطور از قلعہ جات خود رفتہ بارادۂ پرخاش نشست در براجہ نوشت کہ آمدن شما سبب است ایشاں کہ آشنا از چوب خشک متراشیدند میاں دار فرستادہ آں انبوہ را بازگردانیدند۔"[۲]

غرضکہ سورج مل کو ترقی کا موقعہ ہاتھ آتا جا رہا تھا صفدر جنگ ان کی دستگیری کرتا تھا پھر اس کا بیٹا شجاع الدولہ ان سے مانوس تھا ان کی نمردی پر معمولی توجہ کرتا تھا مگر نجیب الدولہ کو ان سے پرخاش تھی اور ان کے ظلم و تشدد اور لوٹ مار کا انسداد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو شاہ درانی کے ہاتھوں ختم کرا کر جاٹوں کے استیصال کی طرف متوجہ ہوئے، یعقوب علی خاں برادر شاہ ابدالی اور کرم اللہ خاں کو سورج مل کے پاس بھیجا تاکہ بہادر خاں اور اس میں مصالحت کرا دے مگر سورج مل رضامند نہ ہوا یعقوب علی خاں اور کرم اللہ خاں لوٹ آئے اور کرم اللہ خاں نے امیر الامراء سے کہا اگر کچھ بھی غیرت ہے تو سورج مل کی تنبیہ کیجئے ورنہ بہادری کا نام نہ لیجئے نجیب الدولہ برہم ہو گیا اور اپنے بیٹوں افضل خاں، سلطان خاں، ضابطہ خاں کو حکم دیا اپنی فوج لے کر جمنا سے پار کر کے تیار رہو دیگر رئیس سعادت خاں افریدی و صادق محمد خاں

۱؎ سیر المتاخرین ص ۳۶۶ ۲؎ ذکر میر ص ۱۰۲ تا ۱۰۳

نبگش کو عقب میں ان کے روانہ کیا یہ خبر سورج مل کو پہنچی وہ بھی فوج لے کر کنارہ گھاٹ آموجود ہوا اور مورچہ باندھا غرضکہ خود نجیب الدولہ شاہ درہ کو نشیت دے کر جاٹوں کے مقابل ہوئے سورج مل کے پاس دس ہزار سوار جرار تھے افضل خاں ہراول پر تھا جس کے مقابل منسارام جاٹ تھا ایک ہی جھڑپ میں افضل خاں چالیس پچاس سواروں کو لے کر راہ فرار پر مجبور ہوئے اس طرف سے گذرے جہاں سورج مل کھڑا تھا کلیم اللہ خاں و مرزا سیف اللہ خاں رفقائے سورج مل نے کہا ٹھاکر صاحب اس جگہ کھڑا ہونا مناسب نہیں مگر اس نے التفات نہ کی تھوڑے عرصہ میں سید محمد خاں بھی تاب مقابلہ نہ لاکر بیس پچیس سواروں سے ادھر سے گذرا سید صاحب کے ہمراہیوں میں سے ایک نے سورج مل کو پہچان لیا اور سید صاحب سے کہا خانصاحب کہاں جاتے ہو ٹھاکر سورج مل سامنے میدان میں کھڑا ہے دو دو ہاتھ اس سے کرتے چلو ایسا موقع پھر نہ آئیگا سید محمد خاں نے گھوڑے کی رکاب پھیر کر سورج مل کو جا لیا اور اس کا کام تمام کر دیا ایک سوار نے چلتے ہوئے اس کا ہاتھ قلم کر لیا اس میں زخم ناسور تھا یہ ہاتھ لے جا کر نجیب الدولہ کی خدمت میں پیش کیا ادہر بے سردار کہاں تک فوج مقابلہ کرتی اس نے راہ فرار اختیار کی نجیب الدولہ با فتح و نصرت داخل شاہجہاں آباد ہوئے[1]

میر تقی میر نے اس واقعہ کو اس انداز سے لکھا ہے پڑھنے کے قابل ہے

"افسوس سردارے چوں سورج مل کشتہ شود و ما بیمردمان لاش او را بر خاک میدان گذاشتہ از ترس جاں بردیم۔ ازیں جا بہ ظہور می پیوندد کہ او در شورش اخر روز کہ بفوج لکتش (یعنی چنداول) بود کشتہ شد و لشکرش گریختہ رفت"[2]

سورج مل کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا جواہر لال گدی پر بیٹھا لقبول طبا طبائی وہ نہایت متکبر اور مست بادہ نخوت تھا اس غرور میں پاؤں جادہ اطاعت سے آگے بڑھایا اور مرہٹوں کو بلا کے ایثار رفیق کیا۔

---

[1] سیر المتاخرین صفحہ ۳۶۹ [2] ذکر میر صفحہ ۱۰۹

میر تقی میر کہتے ہیں کہ جواہر سنگھ . . . . .

"در ہمت و شجاعت و مروت صد مرتبہ از پدر خود بہتر است"[1]

جواہر سنگھ اپنے باپ کے انتقام کے خیال سے قلعۂ شاہجہاں آباد پر چڑھ دوڑا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ نواب نجیب الدولہ چالیس روز تک خوب مقابلہ کرتا رہا۔ راجہ دلیر سنگھ سے صلح کر لی۔ خضر آباد میں نواب نجیب الدولہ اور جواہر سنگھ میں کر گئے اس طرح سے یہ فتنہ رفع دفع ہوگیا[2]

نجیب الدولہ کا قیام دہلی | جواں بخت کے نگراں کے بطور نجیب الدولہ دہلی میں نو برس رہے نہایت نیک نیتی سے مہمات سلطنت انجام دیتے۔

شاہ درانی قندھار جاتے ہوئے۔

"شہزادہ جواں بخت را ولی عہد شاہ عالم نمودہ شہر دہلی را باختیار نجیب الدولہ گذاشتہ"[3]

علمی ترقی | نجیب الدولہ کا دلی کا وہ زمانہ تھا حضرت شاہ ولی اللہ کی درسگاہ شباب پر تھی دور و نزدیک کے طالبان علم اس درسگاہ سے فیوض علم حاصل کر رہے تھے دلی میں ہر جگہ شاہ صاحب کے شاگرد مسند درس و تدریس بچھائے بیٹھے ہوئے تھے علماء کی خبر گیری نواب نجیب الدولہ کی جانب سے تھی۔ نو سو علماء اس کے دامن دولت سے وابستہ تھے چنانچہ ملفوظات شاہ عبدالعزیز میں ہے

"کہ نزد نجیب الدولہ نہ صد عالم بود ادنیٰ بیخبر روپیہ و اعلیٰ پانصد روپیہ و سہ قاضی حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی را طلبیدہ بود"[4]۔

نجیب الدولہ حضرت شاہ ولی اللہ کا معتقد خاص تھا تمام معاملات ملکی میں ان سے مشورہ لیتا شاہ صاحب کے وصال کے بعد شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالغنی کے وظائف مقرر کئے اور ان کے لئے ایک شاندار مکان عطا کیا[5]۔ نجیب الدولہ کے انتقال کے بعد نواب ضابطہ خاں کا بھی یہی طریقہ ان بزرگان کرام کے ساتھ رہا ہر قسم کی خبر گیری رکھتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز اکثر نجیب الدولہ سے ملنے جایا کرتے فرماتے ہیں کہ

---

[1] ذکر میر صفحہ ۱۰۸ [2] سیر المتاخرین صفحہ ۲۷۰ [3] ذکر میر صفحہ ۱۱۱ [4] ملفوظات شاہ فخر الدین دہلوی

"کہ بتقریب عیادت نجیب خاں رفتہ بودم"[1]

اس وقت کی دلی کا نقشہ حضرت شاہ عبدالعزیز کے ان عربی ابیات سے ظاہر ہوتا ہے

یا من یسائل عن دهلی و رفعتها | علی البلاد و ما حازته من شرف
ان البلاد اماء وهی سیدة | و انها درة و الکل کالصدف
فاقت بلاد الوری عزا و منقبة | غیر الحجاز و غیر القدس و النجف
سکانها جبال الارض قاطبة | خلقا و خلقا بلا عجب و لا صلف
بها مدارس لو طاف البصیر بها | لم تنفتح عینه الا علی الصحف
کم مسجد زخرفت فیها منارته | لو قابلته شمس الضحی تنکسف
ولا عزو ان زینت الدنیا بزینتها | کم من اب قد علا بابن ذری شرف
و ما رجون جری من تحتها فحکی | انهار خلد جرت فی اسفل الغرف

رواداری | نواب نجیب الدولہ میں رواداری بہت تھی جہاں مساجد تعمیر کرائیں دیگر مذاہب کے معابد کی امداد بھی کی ۔

نواب کی والدہ کا انتقال ہوا نجیب آباد میں جس جگہ قبر بنانے کا ارادہ کیا وہ زمین کسی نہ کسی ہندو کی نکلی آخرش مجبور ہو کر کہا کہ نجیب آباد میں ہماری ایک بالشت زمین نہیں ہم زبردستی کسی کی زمین نہیں لینا چاہتے لہذا تابوت کو ہمارے وطن لے جانے کا انتظام کرو وہاں والدہ دفن کی جائیں اس خبر نے ہر ایک کو ہمدردی کرنے پر مجبور کیا اور زمین مقبرہ کے لائق پیش کی جس کا معاوضہ نواب نے عطا کیا[2]۔ ڈاکٹر راجیندر پرشاد ہندوستان کا مستقبل نامی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

نجیب آباد کے پٹھانوں کی ۱۸۰ء میں ہردوار پر حکومت تھی (نجیب الدولہ) نے ہندو جاتریوں کی آسائش کی غرض سے بڑے بڑے مکان بنوا دئے تھے جو کہ آج تک موجود ہیں اور ہندوؤں کے قبضہ میں ہیں[3]

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۱۰ [2] اسلامی تاریخی کہانیاں از انتظام اللہ [3] ہندوستان کا مستقبل ص ۴۵

سیرت | اردن صاحب تاریخ فرخ آباد میں لکھتے ہیں کہ

"نجیب الدولہ باعتبار شرافت، سخاوت، مروت، عقل ودور اندیشی۔ حمیت ودینداری پاکدامنی میں بے نظیر تھا۔"

صاحب سیر المتاخرین لکھتا ہے

نجیب الدولہ مرد مردانہ وشجاع زمانہ اور جمیع صفات سرداری میں یکتار وزگار تھا مگر اقوام روہیلہ کہ خبیث طینت وبدباطن اور ناعاقبت اندیشی ان کی خلقت میں ہے اکثر مرد مان شہر شرفا ونجبا پر ظلم وزیادتیاں کرتے تھے کہ خلق خدا ان کے ظلم وجور سے جان سے عاجز آئے ہوئے تھے جو کچھ کہ اس زمانہ میں ساکنان شاہجہاں باد پر گذرا قابل تحریر نہیں[1] مگر طباطبائی نے روہیلوں کے لئے تو یہ زہر اگلا لیکن شجاع الدولہ اور اس کی جماعت کے کارنامہ نظر انداز کئے اس کے جور وظلم اور اسلام دشمنی کے مقابلہ میں روہیلوں کا طرز تشدد بے حقیقت ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہم مسلکی کی خاطر کذب بیانی سے کبھی اعراض نہیں کیا۔

صاحب اخبار الصنادید لکھتے ہیں۔

باوجودیکہ نجیب خاں مخاطب نواب نجیب الدولہ بے علم تھے مگر قابلیت ولیاقت خداداد رکھتے تھے شجاعت اور شہامت اور سرداری میں نشان بلکہ بے نشان قدرت الہی کے تھے[2]

انتظام سلطنت معدلت گستری | صاحب سیر المتاخرین لکھتا ہے

اب وہ وقت ہے کہ نجیب الدولہ فرماں روائے شاہ جہاں آباد ہے نجیب الدولہ معدلت کیش اور خیر اندیش خلق کا تھا جب کہ دس یا گیارہ برس تک نجیب الدولہ نے کار منصب امیر الامرائی کو کمال دیانت وشجاعت وخوشنودی خلائق وعدل وداد کے انجام دیا اور بدون بادشاہ مہمات ملکی ومالی پر مدت دراز شاہانہ طور پر متصرف رہا اور اپنے وقت میں سوائے حسن انتظام کے کوئی امر بدرعبی یا بدنظمی کا نہ آنے دیا۔"

---

[1] سیر المتاخرین ص۸۷۷ [2] اخبار الصنادید جلد اول ص۲۷۳ و ۳۶۲

عظیم المرتبت | تاریخ اسٹریچی انگریزی ص ۲۸۵ میں مل صاحب لکھتا ہے کہ
"نجیب الدولہ ہندوستان اور یورپین کے دلوں میں یہ نقش کردیتا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا آدمی ہے مری رائے میں بھی یہ افغان نجیب الدولہ جوکہ وزیر اول سلطنت کا تھا اور خود بھی مالک ایک بڑے حصہ ملک کا دو آب میں تھا مشہور افغان اس زمانہ کا شمالی ہندوستان میں تھا جو واقعات ہم کو دریافت ہوئے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی شخص ہے جو عظیم المرتبت اور قابل تعظیم اور قدر کے لائق ہے"

ایفائے وعدہ | نجیب الدولہ دارا نگر سے دہلی چلے راستہ میں گوجروں کا علاقہ پڑا ان کے سردار نے ان کی اطاعت کی اور کثیر التعداد گوجران کے جھنڈے کے نیچے جمع کردئیے نجیب الدولہ نے کہا سردار کامیابی پر یہ وعدہ کرتا ہوں بڑی سے بڑی خدمت تمہاری انجام دوں گا چنانچہ جب امیر الامرائی پر سرفراز ہوئے اور اپنے وطن آئے سردار گوجر سلام کرنے حاضر ہوا اس کو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور راجہ کا خطاب دیا اور ایک تعلقہ گوجروں کا جو گنگا کے کنارے غربی اور جمنا کے کنارہ شرقی کی مابین تھا عطا کیا یہ سردار راجہ اجیت سنگھ کے نام سے تاریخ میں مذکور ہے۔

(باقی آئندہ)